یہ ہمیشہ رخ ہوا کا دیکھ کر کھیتے ہیں ناؤ
سینکتے ہیں ہاتھ سلگا کر خوشامد کے الاؤ

یہ "یتیمانِ خرد"، "آوارگانِ بے دیار"
ہیں بزعمِ خویش، عقل و فہم کے جاگیردار

یہ یزیدوں کے معاون، بولہب کے دستِ راست
کجروی و کذب کو سمجھے ہوئے ہیں "راہِ راست"

یہ ضمیر و آگہی کے تاجرانِ باخبر
بو کے کنکر چاہتے ہیں کاٹنا لعل و گہر

گندگی کا ایک پشتارہ ہیں یہ کمخواب پوش
یہ کمینے، جعفر و صادق کے یہ حلقہ بگوش

زندگی ان یورشوں میں ہو رہی ہے پائمال
ہے کہاں روزِ مکافات اے خدائے ذوالجلال

غزل

فانی مرادآبادی

پلکوں پر جم جائیں آنسو
دیکھیں کیا دکھلائیں آنسو

پھولوں پر شبنم کا دھوکہ
موتی سے بکھرائیں آنسو

سرد آہوں سے بدلا موسم
بگڑی بات بنائیں آنسو

کشتِ وفا شاداب رہے گی
کیسے پھول کھلائیں آنسو

بیٹھے بیٹھے جی بھر آئے
دور کی بات جتائیں آنسو

بات سنیں تو پی جاتے ہیں
آنکھوں میں جب آئیں آنسو

اپنی گھر گھر رسوائی ہے
اور کہاں لے جائیں آنسو

تاریکی میں ہوا چراغاں
ٹھنڈی آگ جلائیں آنسو

ویرانوں میں جل تھل ہر سو
ایسا مینہ برسائیں آنسو

تاروں کی بارات سجی ہے
چاند کہاں سے لائیں آنسو

حسن بھی فانی عشق بھی فانی
کیوں پھر لوگ بہائیں آنسو